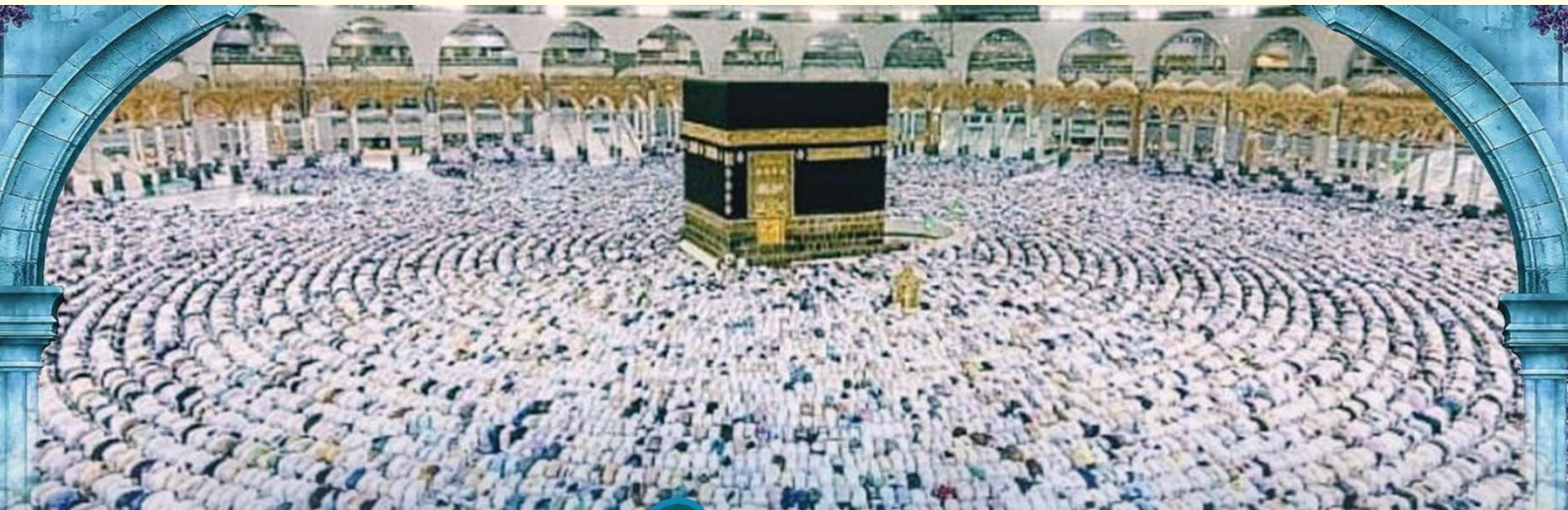

رحمتِ الٰہی کے ذرائع

مہربانی، اِصلاح اور خوف و اُمّید کا اجتماع

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۴۷ھ / 13 مارچ 2026ء

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان — مرکزی دفتر — جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 | 0315-7374429 | munpk7374429@gmail.com

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَاِذَا جَآءَکَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلۡ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ کَتَبَ رَبُّکُمۡ عَلٰی نَفۡسِہِ الرَّحۡمَۃَ ۙ اَنَّہٗ مَنۡ عَمِلَ مِنۡکُمۡ سُوۡٓءًا بِجَہَالَۃٍ ثُمَّ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ وَاَصۡلَحَ ۙ فَاَنَّہٗ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۔ [الانعام 54:6]

باری تعالیٰ اپنی تمام مخلوق پر رحمت و مہربانی فرماتا ہے، دُنیا میں ہر مخلوق اپنی حیثیت و ضرورت کے مطابق اُس کی رحمت سے حصّہ پاتی ہے... جب کہ قیامت کے دن اُس کی رحمتیں فقط اہلِ ایمان کو نصیب ہوں گی۔

رحمتِ خداوندی کی وُسعت کا یہ عالَم ہے کہ جب بندہ اپنے کرتوتوں کو یاد کر کے مایوسی کی طرف بڑھتا ہے اور یہ سوچ پیدا ہوتی ہے کہ اب مَیں رحمت کے قابل ہی نہیں رہا.... تو ربِّ ذوالجلال کی رحمت اُسے پکارتی ہے اور یہ اِحساس دلاتی ہے کہ اگر تم اب بھی سنور جاؤ اور ارحم الراحمین جَلَّ شَانُہٗ کی طرف متوجّہ ہو جاؤ تو اُس کی رحمت کو اپنا منتظر پاؤ گے اور وہ آگے بڑھ کر تمہارا استقبال کرے گی۔

باری تعالیٰ نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ کو حکم فرمایا کہ جب میرے مومن بندے میری رحمت پانے کے لیے آپ کے حضور حاضر ہوں تو اُنھیں یہ پیغام دیجیے: کَتَبَ رَبُّکُمۡ عَلٰی نَفۡسِہِ الرَّحۡمَۃَ ۙ اَنَّہٗ مَنۡ عَمِلَ مِنۡکُمۡ سُوۡٓءًا بِجَہَالَۃٍ ثُمَّ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ وَاَصۡلَحَ ۙ فَاَنَّہٗ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۔ ”تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے کہ تم میں سے جو نادانی سے کوئی بُرائی کر بیٹھے، پھر اُس کے بعد توبہ کر لے اور اپنے آپ کو سنوار لے تو بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، بے حد مہربان ہے۔“ [الانعام 54:6]

رَمَضان المبارک میں رحمتِ اِلٰہی کا دریا خوب مَوج پر ہے۔ چنانچہ اِس میں ربِّ کریم سے رحمت کی بھیک بھی خوب مانگنی چاہیے اور وہ کام بھی زیادہ سے زیادہ کرنے چاہییں جن پر قرآن و سنّت میں رحمت عطا ہونے کی خوش خبری دی گئی ہے۔

گزشتہ چار خطباتِ جمعہ میں رحمتِ الٰہی کا ذریعہ بننے والے چند اُمور کا ذکر کیا گیا، معاشرے کی ناگفتہ بہ صورتِ حال کے پیشِ نظر کچھ خرابیوں کے اِزالے کے لیے آج کے خطبہ میں مزید تین اُمور کا ذکر ہو گا جو رحمتِ الٰہی کے اہم ذرائع ہیں:

i. مخلوقِ خدا پر مہربانی کرنا۔
ii. مسلمانوں کے باہمی معاملات کی اِصلاح کرنا۔
iii. دل میں رحمتِ الٰہی کی اُمّید اور خوفِ خداوندی کو جمع کرنے کی سعادت پانا۔

آج 23واں روزہ ہے، یعنی ہمارے پاس رمضان المبارک کے فقط چند روز باقی ہیں۔ اگر ہم اِن دنوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے رحمت کے اِن تینوں ذرائع کی عادت ڈال لیں تو اُمّید ہے کہ سال بھر یہ سلسلہ جاری رہے گا، یوں رحمتیں بھی نصیب ہوتی رہیں گی اور معاشرے کا بگاڑ کم کرنے میں بھی مدد ملے گی۔ چنانچہ آج کا خطبہ اِنہی تین ذرائعِ رحمت سے متعلق ہو گا۔

مخلوقِ خدا پر رحم سے رحمتِ الٰہی کا حصول

اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ اُس نے اپنے محبوبِ مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو رؤوف و رحیم بنا کر اپنی صفتِ رحمت کا مظہر فرمایا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ اُس کے باقی بندے بھی دوسروں پر مہربانی کریں۔

رحم پر بشارت: سیدنا عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جانِ جہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ، اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْكُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ! یعنی "رحم کرنے والوں پر رحمٰن جَلَّ جَلَالُہٗ رحمت فرماتا ہے، تم زمین والوں پر مہربانی کرو! آسمان کا مالک تم پر رحمت فرمائے گا۔" (سنن ترمذی، حدیث: 1924، قال الترمذی: حدیث حسن صحیح)

سیدنا عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دوسری روایت کے مطابق جانِ ایمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے منبر پر جلوہ گر ہو کر یوں فرمایا:

- اِرْحَمُوْا تُرْحَمُوْا وَاغْفِرُوْا یُغْفَرِ اللّٰهُ لَكُمْ... یعنی "تم مخلوق پر رحم کرو! خالقِ کائنات تم پر رحمت فرمائے گا.... اور تم لوگوں کو معاف کرو! اللہ کریم تم سے درگزر فرمائے گا۔"
- وَیْلٌ لِّاَقْمَاعِ الْقَوْلِ،[1] وَیْلٌ لِّلْمُصِرِّیْنَ الَّذِیْنَ یُصِرُّوْنَ عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ۔ یعنی "اُن لوگوں کے لیے تباہی ہے جو حق اور شریعت کی بات ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں / اُسے محفوظ نہیں کرتے۔ اُن لوگوں کے لیے بربادی ہے جو جان بوجھ کر نافرمانی پر اِصرار کرتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے۔" (الأدب المفرد، حدیث: 380۔ مسند احمد، حدیث: 7041)

بے رحمی پر نَذارت: جہاں رحم کرنے والے خوش نصیبوں کو رحمتِ الٰہی کی خوش خبری دی گئی ہے وہیں بے رحم شخص کو رحمتِ خداوندی سے محروم رہ جانے کی وعید بھی سُنائی گئی ہے۔

یوسفُ الاُمّت سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: مَنْ لَّا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ۔[2] یعنی "جو (مخلوق پر) مہربانی نہ کرے باری تعالیٰ بھی اُس پر رحمت نہیں فرماتا۔" (صحیح بخاری، حدیث: 6013)

عمل و جزا میں مناسبت: ربِّ کریم کا دستور ہے کہ بندہ جیسا عمل کرے اُسے اُسی قسم کی جزا دی جاتی ہے، مثال کے طور پر:

- جو مسلمان رِضائے اِلٰہی کے لیے مسجد / اللہ پاک کا گھر بنائے اُسے مژدہ سنایا گیا ہے کہ ربِّ کریم اُس کے لیے جنّت میں گھر بنائے گا۔
- جو کسی مسلمان بھائی کا عیب چھپائے اُسے خوش خبری عطا کی گئی ہے کہ سَتّار العیوب جَلَّ مَجْدُہٗ اُس کے عیبوں کی پردہ پوشی فرمائے گا۔
- جو کسی مسلمان بھائی کی عزّت بچائے اُسے بشارت دی گئی ہے کہ باری تعالیٰ اُس کے چہرے کو جہنّم سے بچائے گا۔

---

[1] وَأَقْمَاعُ الْقَوْلِ: الَّذِيْنَ آذَانُهُمْ كَالْقَمِعِ يَدْخُلُ فِيْهِ سَمَاعُ الْحَقِّ مِنْ جَانِبٍ وَيَخْرُجُ مِنْ جَانِبٍ آخَرَ، لَا يَسْتَقِرُّ فِيْهِ۔ (فتح الباری لابن رجب)

[2] هُوَ بِالرَّفْعِ فِيْهِمَا عَلَى الْخَبَرِ۔ وَقَالَ عِيَاضٌ: هُوَ لِلْأَكْثَرِ۔ وَيَجُوْزُ أَنْ تَكُوْنَ شَرْطِيَّةً، فَيُقْرَأُ بِالْجَزْمِ فِيْهِمَا۔ (فتح الباری، ملتقطًا)

- جو خوش نصیب حضور ﷺ پر ایک بار دُرود بھیجے اُس کے لیے نوید ہے کہ مالکِ مہربان اُس پر دس دُرود (رحمتیں) نازل فرمائے گا۔
- جو دوسروں کا مال برباد کرنا چاہے اُسے وعید فرمائی گئی ہے کہ ربِّ ذوالجلال اُس پر بربادی ڈالے گا۔

اِسی دستورِ الٰہی کے مطابق جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو خلقِ خدا پر رحم کرے ارحم الراحمین اُس پر رحمت فرماتا ہے اور جو مخلوقِ خدا پر مہربانی نہ کرے وہ خالقِ لَمْ یَزَل کی مہربانی سے محرومی کا حق دار ٹھہرتا ہے۔

دوسروں پر رحم کرنے والا در حقیقت اپنے اُوپر احسان کرتا ہے؛ اِس لیے کہ بندہ کسی پر اپنی اوقات کے مطابق مہربانی کرے گا اور مالکِ رحمت جَلَّ مَجْدُہٗ اِس پر اپنی شان کے مطابق رحم فرمائے گا... جب کہ بے رحم شخص دوسروں کے نقصان سے کہیں زیادہ اپنی تباہی کا سامان کرتا ہے؛ کیونکہ یہ دوسرے پر رحم نہ کرے تو بھی اُسے وہ مل جائے گا جو اُس کے نصیب میں ہے، مگر اِس بے رحم شخص کو اگر باری تعالیٰ اپنی رحمت سے دُور فرمادے تو کوئی بھی اِس پر مہربانی کرنے والا نہیں ہو گا۔

لمحۂ فکریہ: ویسے تو ساری مخلوق ہی ہر لمحہ رحمتِ الٰہی کی محتاج ہے، مگر موجودہ حالات میں رحمت کی حاجت مزید شدّت کے ساتھ محسوس ہوتی ہے... ایسے میں ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا ہم دوسروں پر مہربانی کرتے ہیں:

- ہم نے فقط اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے کتنے کمزوروں کو سہارا دیا ہے؟
- اگر ہم تاجر ہیں تو کتنی مرتبہ ایسا ہوا کہ خریدار مالی اعتبار سے پریشان تھا تو ہم نے اُسے اُس کی مطلوبہ چیز سستے داموں میں دے دی ہو؟
- ہم سب روزانہ خریداری کرتے ہیں، کتنی بار ایسا ہوا ہے کہ بیچنے والا مجبور شخص تھا تو ہم نے اُسے قیمت سے کچھ زیادہ پیسے دیے ہوں؟
- اگر ہم کسی حکومتی عہدے پر فائز ہیں تو اپنی رَعایا کے ساتھ ہمارا رویہ خیر خواہی والا ہے یا لُوٹنے پر تُلے ہوئے ہیں؟ نیز اپنے ماتحت افراد کی معمولی کوتاہیوں سے دَرگزر کرتے ہیں یا بات بات پر ڈانٹنے اور اُلجھنے کی عادت ہے؟
- ہم اپنے رشتہ داروں، بالخصوص بوڑھے والدین کی کتنی خدمت کرتے ہیں اور اُن سے کس قدر حُسنِ سلوک کرتے ہیں؟ یوں ہی بیوی بچوں کے ساتھ ہمارا انداز مشفقانہ ہے یا حاکمانہ؟
- دوسرے مسلمانوں پر پریشانی اور غم کی کیفیت ہو تو کیا ہمارے دل اُن کے ساتھ دھڑکتے ہیں یا ہم اپنی مستی میں مگن رہتے ہیں؟ یعنی ہمارا رویہ ایک اُمّت والا ہے یا اپنے اپنے مفادات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں؟

اگر اِن سوالات کے جوابات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم مخلوقِ خدا پر مہربانی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی توفیق پر اُس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور حُسنِ ظنّ رکھنا چاہیے کہ ہمیں بھی رحمت سے نوازا جائے گا... لیکن اگر ایسا لگے کہ ہمارے دلوں میں دوسروں پر مہربانی کے جذبات نہیں ہیں تو ڈرنا چاہیے کہ کہیں بطورِ سزا ہمیں بھی خداوندِ کریم کی مہربانی سے محروم نہ کر دیا جائے!

رمضان المبارک ماہِ رحمت ہے، اِس کے باقی ماندہ لمحات سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ہمیں خود کو رحم کا عادی بنانا چاہیے۔

اِصلاح کے ذریعے رحمتِ الٰہی کا حصول

خاص رحمت کی عطا والے کاموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندہ دوسرے مسلمان بھائیوں کے باہمی معاملات کو بہتر بنانے کی کوشش کرے۔ یعنی:

- بچھڑوں کو ملائے۔
- ناراض مسلمانوں کی آپس میں صلح کروائے۔
- غلط فہمیوں کے خاتمے کے لیے کردار ادا کرے۔
- آپس میں مَحبَّت بڑھانے کی کوشش کرے۔
- اور اچھی نیّت کے ساتھ مسلمانوں کے عیبوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے اُنھیں ایک دوسرے کی خوبیاں بتائے۔

بِشارتِ رحمت: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔

"یقیناً مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کروادو! اور اللہ سے ڈرو؛ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔" [الحجرٰت 10:49]

حکیم الاُمّت سیدنا ابو دَرْداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے صحابہ سے فرمایا: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟ یعنی "کیا مَیں تمھیں وہ عمل نہ بتاؤں جس کا درجہ وثواب روزہ، صدقہ اور نماز سے بڑھ کر ہے؟" اُنھوں نے عرض کی: کیوں نہیں یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! ضرور بتایئے۔ ارشاد فرمایا: صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ۔ "باہمی معاملات کی اِصلاح (وہ عمل ہے جس کا درجہ واجر روزہ، صدقہ اور نماز سے بڑھ کر ہے)۔"

مزید فرمایا: فَإِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ۔ یعنی "باہمی معاملات کو بگاڑنا وہ عمل ہے جو نیکیوں کو ختم کر دیتا ہے (فساد ڈالنے کی یہ نحوست ہے کہ انسان نیکی کے کاموں سے محروم ہو جاتا ہے)۔" (جامع ترمذی، حدیث: 2509، حدیث صحیح)

ربِّ کریم کا صلح کروانا: باہمی اِصلاح کا شوق دلانے کے لیے مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قیامت کا وہ حسین منظر بھی بیان فرمایا جب خود خالقِ کائنات جَلَّ شَانُہٗ مسلمانوں کے درمیان صلح کروائے گا۔

پروَردۂ آغوشِ نُبوّت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا خلاصہ ہے کہ ایک روز سرکارِ عالی وَقار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف فرما تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تبسُّم فرمایا۔ سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ؟ یارسول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ نے کیوں تبسُّم فرمایا ہے؟ رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: رَجُلَانِ مِنْ أُمَّتِيْ جَثَيَا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّ الْعِزَّةِ۔ یعنی "میرے دو اُمّتی احکم الحاکمین عَزَّ اسْمُہٗ کی عدالت میں دوزانو پیش ہوں گے۔

اُن میں سے ایک عرض کرے گا: يَا رَبِّ خُذْ لِيْ مَظْلِمَتِيْ مِنْ أَخِيْ! یااللہ! میرے اِس بھائی سے مجھے اِنصاف دِلا! اِس نے مجھ پر ظلم کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا: فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِأَخِيْكَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِهٖ شَيْءٌ؟ "تُو اپنے بھائی کے ساتھ کیا کرے گا، اِس کے پاس کوئی نیکی باقی نہیں رہی (دیگر مظلوم اِس کی نیکیاں لے چکے ہیں)!" وہ عرض کرے گا: يَا رَبِّ فَلْيَحْمِلْ مِنْ أَوْزَارِيْ! یعنی اگر اِس کے پاس نیکیاں نہیں ہیں تو یہ میرے گناہوں کا بوجھ اُٹھائے!

اتنا اِرشاد فرما کر سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی چشمانِ پاک سے آنسو ٹپک پڑے۔ فرمایا: إِنَّ ذَالِكَ الْيَوْمَ عَظِيْمٌ يَّحْتَاجُ النَّاسُ أَنْ يُّحْمَلَ عَنْهُمْ مِنْ أَوْزَارِهِمْ۔ "وہ دن بہت عظیم ہو گا، لوگوں کو ضرورت ہو گی کہ کوئی دوسرا اُن کا بوجھ اُٹھالے!"

چنانچہ اللہ تعالیٰ مظلوم سے فرمائے گا: اِرْفَعْ بَصَرَكَ! فَانْظُرْ فِي الْجِنَانِ! "نگاہ اُٹھا کر جنّتوں کا نظّارہ کرو!" وہ عرض کرے گا: اے پَروردگار! مَیں اپنے سامنے سونے کے شہر اور سونے کے مَحَلّات دیکھ رہا ہوں جو موتیوں سے آراستہ ہیں۔ الٰہی! یہ شہر اور عمدہ محلات کس پیغمبر یا صِدّیق یا شہید کے لیے ہیں؟ اللہ پاک فرمائے گا: هٰذَا لِمَنْ أَعْطَى الثَّمَنَ۔ "یہ اُس کے لیے ہیں جو اِن کی قیمت ادا کر دے۔" وہ بندہ عرض کرے گا: اِن کی قیمت کون ادا کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: أَنْتَ تَمْلِكُهٗ۔ "تُو بھی اِن کی قیمت ادا کر سکتا ہے؟" وہ کہے گا: کس طرح؟ خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ فرمائے گا: بِعَفْوِكَ عَنْ أَخِيْكَ۔ "اِس طرح کہ تُو اپنے بھائی کو مُعاف کر دے۔" بندہ عرض کرے گا: يَا رَبِّ! فَإِنِّيْ قَدْ عَفَوْتُ عَنْهُ۔ یااللہ! میں نے اُسے مُعاف کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: فَخُذْ بِيَدِ أَخِيْكَ فَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ۔ یعنی "اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑو اور دونوں جنّت میں چلے جاؤ!"

پھر سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُصْلِحُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ "اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اور باہمی معاملات کی اِصلاح کرو / آپس میں صُلح کراؤ! اللہ تعالیٰ بھی (روزِ قیامت) مسلمانوں میں صُلح کروائے گا۔"[1]

(المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 8718۔ حسن الظنّ باللہ لابن أبی الدنیا، حدیث: 118)

لمحۂ فکریہ: جانِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے باہمی معاملات کی اِصلاح کو نماز، روزہ سے افضل قرار دیا اور ساتھ ہی معاملات بگاڑنے کو نیکیاں ختم کر دینے والا جُرم قرار دیا.... دوسری طرف ہمارے معاشرے کی حالت یہ ہے کہ لوگ جانے اَن جانے میں دوسروں کے معاملات خراب کرتے ہیں۔ غیبت (دوسرے شخص کے مخفی عیب کو اُس کی عدم موجودگی میں بیان کرنا)... چُغلی (فساد ڈالنے کے لیے لوگوں کی باتیں ایک دوسرے تک پہنچانا)... دوسروں کے عیب تلاش کرنا اور اُنھیں ظاہر کرنا.... سُنی سُنائی باتوں کی بنیاد پر باہم غلط فہمیاں پھیلانا... کسی شخص کو دوسروں کے خلاف بھڑکانا... یہ سب باتیں فساد کا باعث ہیں، مگر معاشرے میں عام ہیں۔

---

[1] امام حاکم علیہ الرحمہ نے "المستدرک" میں اور علامہ مُنذِری علیہ الرحمہ نے "الترغیب والترہیب" میں اِسے صحیح قرار دیا ہے، جب کہ امام ذہبی علیہ الرحمہ و دیگر نے تضعیف فرمائی ہے۔ دیگر روایات سے اِس کے معنیٰ کی تائید ہوتی ہے۔ دیکھیے: فتاوٰی رضویہ، ج: 24، ص: 463 تا 466، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن۔

خوفِ الٰہی اور اُمّید کے اجتماع سے رحمت کا حصول

خالقِ کائنات کی بے حساب رحمت سے بھرپور حصّہ حاصل کرنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ بندۂ مومن کے دل میں خوفِ الٰہی اور اُمّیدِ رحمت... دونوں جمع ہوں۔ اِن کا اجتماع بے حد ضروری بھی ہے اور رحمت سمیت بے شمار بھلائیوں کا ذریعہ بھی۔

خوف واُمّید کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت، اُس کی شانِ بے نیازی اور اُس کی بارگاہ میں حاضری کا تصوّر کرکے اپنے گناہوں کے انجام سے ڈرتا رہے... اِس کے ساتھ ساتھ ارحم الراحمین کے فضل و کرم اور اُس کی شانِ رحیمی کا تصوُّر کرکے اُس کی رحمت و بخشش سے قوی اُمّید بھی وابستہ رکھے۔

ضرورت: خوف واُمّید کے اجتماع پر انعامات سے متعلق آیاتِ کریمہ کے تذکرہ سے پہلے غور کیجیے کہ یہ کیوں ضروری ہیں:

❖ خوف کی ضرورت اِس لیے ہے کہ انسان کا نفس اُسے ہر وقت بُرائی کی دعوت دیتا ہے اور بھلائی سے روکتا ہے.. شیطان بندے کی نظر میں بُرے کاموں کو خوش نُما بنا کر دکھاتا ہے.. پھر اگر بندہ اللہ پاک کی توفیق سے کوئی اچھا کام کرلے تو نفس و شیطان اُسے خود پسندی، تکبُّر اور ریاکاری جیسی آفتوں میں مبتلا کرکے وہ نیک عمل ضائع کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ کسی ایسی طاقت کی ضرورت ہے جو نفس و شیطان کے سخت بہکاوے کے باوُجود بندے کو برائی سے روکے اور وہ طاقت "خوفِ الٰہی" ہے۔ یہ ایسی عظیم قوّت ہے کہ نصیب ہو جائے تو بندہ تنہائی میں بھی گناہ نہیں کرتا اور خوفِ خداوندی نہ رہے تو کھلے عام گناہ کرتے ہوئے بھی ہچکچاہٹ نہیں ہوتی۔

❖ اُمّید کی ضرورت اِس لیے ہے کہ نیکی سے شیطان بھی روکتا ہے اور وہ نفس پر بھی بھاری ہے... ذہن میں سینکڑوں وسوسے اور بہانے آتے ہیں۔ چنانچہ کسی ایسی قوّت کی حاجت ہے جو خیر و بھلائی کا شوق دلائے اور بندے کو مَشَقَّت برداشت کرنے پر آمادہ کرے، وہ طاقت "رحمتِ الٰہی کی اُمّید" ہے۔ جیسے اُجرت کی اُمّید ولالچ میں محنت کَش حضرات سارا سارا دن سخت مَشَقَّت والا کام کرتے ہیں، یوں ہی رحمتِ الٰہی کی اُمّید پختہ ہو جائے تو بندہ بھلائی کے راستے میں بڑی بڑی دُشواریاں بھی خوشی سے جھیل لیتا ہے۔

نصوص: متعدِّد آیاتِ کریمہ سے سبق ملتا ہے کہ بندے کے لیے بیک وقت خوف بھی ہونا چاہیے اور قوی اُمّید بھی۔ مثلاً:

1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❖ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ o "(اے حبیبِ مکرم!) میرے بندوں کو بتا دیجیے کہ بے شک میں ہی بہت بخشنے والا بے حد مہربان ہوں۔"

❖ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ o "اور بے شک میرا ہی عذاب دردناک عذاب ہے۔" [الحجر 15:49،50]

2) ایک مقام پر ارشاد ہے: غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ... "گناہ بخشنے والا، توبہ قبول فرمانے والا، سخت عذاب دینے والا، بڑا اِنعام عطا فرمانے والا..." [المؤمن 40:3]

3) ارحم الراحمین نے کتنے حسین انداز میں خوف واُمّید کو جمع کرنے کا شوق دلایا ہے: وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ۔ "اور اللہ تمہیں اپنے غضب وعذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر بے حد مہربان ہے۔" [اٰلِ عمرٰن 3:30]

4) یہ آیتِ کریمہ پڑھتے اور سُنتے ہوئے تو بندہ عَش عَش کر اُٹھتا ہے۔ خالقِ کریم نے اہلِ جنّت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ۔ "جو دیکھے بغیر رحمٰن سے ڈرتا رہا اور اللہ کی طرف رُجوع کرنے والا دل لایا۔" [قٓ 50:33]

یہ نہیں فرمایا: "جو قہّار وجبّار سے ڈرتا رہا"۔۔ بلکہ فرمایا: "جو رحمٰن سے ڈرتا رہا"۔ یعنی بندہ اپنے ربِّ کریم کو سب سے بڑھ کر رحمت فرمانے والا بھی سمجھتا تھا، پھر بھی اُس کی ناراضی اور عذاب سے ڈرتا تھا۔

لمحۂ فکریہ: ہمارے معاشرے میں جواب دہی کا اِحساس، بارگاہِ احکم الحاکمین میں پیشی کا تصوُّر اور عذاب کا ڈر ختم ہوتے جارہے ہیں۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ جب علمائے حق دین پر عمل کا پیغام دیں اور بداعمالی پر قرآن وسنّت کی وعیدیں سُنائیں تو ناعاقبت اندیش لوگ کہتے ہیں: مولوی ہر وقت ڈراتے ہی رہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کا خلاصہ ہے: جب تک انسان زندہ ہے اُسے چاہیے کہ اُن آیات واحادیث کا ترجمہ پڑھا اور سُنا کرے جن میں سزا سے ڈرایا گیا ہے؛ تاکہ زیادہ سے زیادہ اچھے اعمال کرے اور گناہوں سے بچے... جب آخری وقت آجائے تو اُسے وہ آیات واحادیث سُنائی جائیں جن میں رحمت کی اُمید دلائی گئی ہے؛ تاکہ اب اُس کی اُمید قوی ہو جائے کہ سب سے زیادہ رحم فرمانے والے کی بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہوں۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:9، ص:82، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ)

کلامِ رضا میں خوف واُمّید جمع کرنے کی ایک نہایت خوبصورت مثال ہے:

راہ پُر خار ہے کیا ہونا ہے
پاؤں اَفگار ہے کیا ہونا ہے
چھپ کے لوگوں سے کیے جس کے گناہ
وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے
ارے اُو مجرمِ بے پروا دیکھ
سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے
کام زِنداں کے کیے اور ہمیں
شوقِ گلزار ہے کیا ہونا ہے
کیوں رَضا کُڑھتے ہو ہنستے اُٹھو
جب وہ غفّار ہے کیا ہونا ہے

حرفِ آخر: رحمت کی وُسعت اور اُس کی تڑپ

ویسے تو ربِّ رحیم کی رحمت لامحدود ہے اور وہ ساری مخلوق پر فضل و کرم فرماتا ہے، مگر جانِ رحمت ﷺ کی نسبت سے آپ ﷺ کے غلاموں پر اُس کی رحمت کا انداز ہی کچھ اور ہے۔

رحمتِ بے پایاں سے نوازنے کے لیے ہی تو اُس نے سرورِ کونین ﷺ کے صدقے میں اُمّتِ مصطفویہ کو رمَضان المبارک جیسا عظیم الشان مہینہ عطا فرمایا ہے، جس میں:

- اعمالِ صالحہ کا ثواب کئی گنا زیادہ عطا کیا جاتا ہے۔
- ہر رات میں لاکھوں مسلمانوں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے۔
- رحمتِ الٰہی مسلمانوں کو اپنے مالکِ مہربان کی طرف رُجوع کے لیے پکارتی ہے۔
- اِس میں وہ عظیم الشان شبِ قدر ہے جسے قرآنِ حکیم نے ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا ہے۔

رمضان المبارک جلد ہی ہم سے رُخصت ہونے والا ہے، ہمیں چاہیے کہ اپنے اندر رحمت کی تڑپ بڑھانے کی کوشش کریں.... یعنی ماہِ رحمت کے باقی ماندہ لمحات میں رحمت کی دُعائیں بھی زیادہ سے زیادہ کریں اور کارہائے رحمت (جن کاموں پر رحمت کی بشارت ہے وہ) بھی زیادہ سے زیادہ انجام دیں۔

رحمت کی تڑپ بڑھانے کے لیے آخری پانچ خطبات میں اُن اُمور کا ذکر کیا گیا جن کی برکت سے رحمت کی وافر خیرات عطا ہوتی ہے۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

- رحمتِ الٰہی کا ایک اہم ذریعہ قرآنِ حکیم سے پختہ تعلق بھی ہے؛ لہٰذا کتابِ رحمت کے ساتھ تعلّق کو پختہ تر بنانا چاہیے۔
- ارحم الراحمین جَلَّ مَجْدُہُ الْعَزِیْز کی رحمتِ بے پایاں حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ "صبر" بھی ہے۔ رمضان المبارک ماہِ صبر ہے، اِس میں مشکلات پر صبر و رِضا، اِطاعت پر صبر و استقامت اور نافرمانی سے بچنے پر صبر و استقلال کا عادی بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔
- خالقِ کائنات کی رحمت سے وافر حصّہ حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ علمِ دین ہے؛ لہٰذا اِس کے تمام ممکنہ ذرائع اختیار کرنے چاہییں۔
- مخلوقِ خدا پر مہربانی کرنے والے کو اُس کی سوچ سے بھی بڑھ کر رحمتِ الٰہی نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ ہمیں مسلمانوں کی خیر خواہی کرنی چاہیے... کمزوروں کا سہارا بننا چاہیے... خصوصًا والدین اور دیگر رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کرنا چاہیے۔
- خاص رحمت کی عطا والے کاموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دوسرے مسلمان بھائیوں کے باہمی معاملات کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے۔ یعنی بندہ بچھڑوں کو ملائے.. ناراض مسلمانوں کی آپس میں صلح کروائے.. باہمی مَحبَّت بڑھانے کی کوشش کرے اور اچھی نیّت کے ساتھ مسلمانوں کے عیبوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے اُنھیں ایک دوسرے کی خوبیاں بتائے۔

❖ خالقِ کائنات جَلَّ شَانُہٗ کی بے حساب رحمت سے خاص حصّہ حاصل کرنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ مسلمان کے دل میں خوفِ الٰہی اور اُمّیدِ رحمت... دونوں جمع ہوں۔ یعنی بندہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت، اُس کی شانِ بے نیازی اور اُس کی بارگاہ میں حاضری کا تصوّر کرکے اپنے گناہوں کے انجام سے ڈرتا رہے... اِس کے ساتھ ساتھ ارحم الراحمین کے فضل و کرم اور اُس کی شانِ رحیمی کا تصوُّر کرکے اُس کی رحمت و بخشش سے قوی اُمّید بھی وابستہ رکھے۔

❖ راہِ خدا میں جہاد بھی رحمتِ الٰہی پانے کا اہم ذریعہ ہے۔ اگر مسلم حکمرانوں نے جہاد کا راستہ نہ چھوڑا ہوتا تو آج امریکی سرپرستی میں اسرائیلی صَہیُونی درندے پوری دُنیا میں دہشت گردی نہ کر رہے ہوتے۔ اُمّتِ مسلمہ، خصوصًا مسلم حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ دُشمنانِ اسلام کے خلاف بھرپور طاقت تیار کریں اور یہود و نصاریٰ کا بائیکاٹ کرکے اپنوں سے دوستیاں بڑھائیں۔

صدقۂ فطر کے احکام

صدقۂ فطر واجب ہے اور اِس کی درست طریقے سے ادائیگی کے لیے کم از کم پانچ باتوں کو جاننا ضروری ہے۔

کس پر واجب ہے؟ وہ مسلمان جو عید کی صبح بنیادی ضروریاتِ زندگی[1] اور قرض کے علاوہ 52.5 تولے (612.36 گرام) چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی (Cash) یا سامان وغیرہ کا مکمل طور پر مالک (Owner) ہو اُس پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

نوٹ: حکومتِ پاکستان نے 2026ء/1447ھ کے لیے نصاب تقریباً پانچ لاکھ ساڑھے تین ہزار (503,529) روپے مقرر کیا ہے۔[2]

مسئلہ: کوئی شخص بلا عُذر یا عُذر کی وجہ سے روزے نہ رکھ پایا ہو تو بھی صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں اُس کا فطرانہ واجب ہے۔

کس کس کا واجب ہے؟ ہر صاحبِ نصاب پر اپنا اور اپنی نابالغ اولاد (جو مالکِ نصاب نہیں) کا صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ عاقل بالغ اولاد اور بیوی زیرِ کفالت ہوں تو اُن کا صدقۂ فطر ادا کرنے کے لیے اُن سے اجازت لینا ضروری نہیں، ورنہ ضروری ہے۔

کب واجب ہے؟ نمازِ عید سے پہلے پہلے ادا کر دینا ضروری ہے۔ رمضان المبارک میں ادا کر دینا بھی جائز ہے اور اگر نمازِ عید تک ادا نہ کیا تب بھی معاف نہیں، بعد میں ادا کر دے۔

کتنا واجب ہے؟ آمدن اور مالی حیثیت کے مطابق تقریباً دو کلو گندم یا اُس کا آٹا یا قیمت، یا چار کلو کھجور، کشمش، جَو یا اِن کی قیمت۔

کسے دینا ہے؟ وہ صحیح العقیدہ مسلمان جو بنیادی ضروریاتِ زندگی اور قرض کے علاوہ 612.36 گرام چاندی یا اُس کی قیمت کے برابر نقدی یا سامان کا مالک نہ ہو اُسے فطرانہ دینا جائز ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ کے لیے فطرانہ پیش کرنے میں دوہرا فائدہ ہے۔

---

[1] جن چیزوں کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے، جیسے رہائش کا گھر، استعمال کا لباس اور ضرورت کی سواری۔

[2] 17 فروری 2026ء کو لاہور کے صرافہ بازار میں چاندی کا ریٹ 9,200 روپے فی تولہ تھا، اِس حساب سے نصاب 483,000 ہزار روپے ہے۔

اللہ تعالیٰ جانِ رحمت ﷺ کے طفیل اِس ماہِ رَمضان کو ہمارے لیے دائمی رحمت کا ذریعہ بنائے! ہمیں رحمت کی خوب تڑپ عطا کرے اور رَمضان المبارک کے باقی ماندہ لمحات کی قدر کرتے ہوئے رحمت کی دُعاؤں اور عطائے رحمت والے کاموں میں دوسروں سے آگے بڑھنے کی توفیق سے نوازے! مالکِ کریم ہمیں شبِ قدر مَرْحَمَت بھی فرمائے اور اُس کی سعادتوں سے بھی نوازے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غـــزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!

دارالافتاء والتحقیق جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور
دارالافتاء والتحقیق
DARUL IFTA WAT TAHQEEQ

"صدقۂ فطر (فطرانہ) وفدیۂ صوم"
برائے سال 2026ء/ 1447ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجناس	صدقۂ فطر (ایک فرد) ایک روزے کا فدیہ	پورے ماہ کا فدیہ	ایک روزہ بلا عذر توڑنے کا کفارہ	قسم توڑنے کا کفارہ
گندم کا آٹا دو کلو (چکی والا)	300 روپے	9000 روپے	18000 روپے	3000 روپے
جَو (چار کلو)	1160 روپے	34800 روپے	69600 روپے	11600 روپے
عمدہ کھجور (چار کلو)	2800 روپے	84000 روپے	168000 روپے	28000 روپے
عمدہ کشمش (چار کلو)	7200 روپے	216000 روپے	432000 روپے	72000 روپے

صدقۂ فطر، فدیہ و کفارات کی کم از کم مقدار اور ان کی موجودہ عام و محتاط قیمتیں (پاکستان لاہور مارکیٹس کے مطابق) بیان کی گئی ہیں، جن خوش نصیب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی مالی نعمتوں سے نوازا ہوا ہے، ایسے افراد اپنی حیثیت اور اپنے ملک، شہر کے مطابق مذکورہ اشیاء کی عمدہ قیمتوں کے پیشِ نظر صدقات کی ادائیگی کا اہتمام کریں گے تو اللہ تعالیٰ سے ان شاء اللہ بروزِ قیامت عمدہ اجر پائیں گے۔ فدیہ کی مقدار دائمی مریض یا ایسے ضعیف العمر فرد کے لیے ہے جو روزہ رکھنے پر مستقل طور سے قادر نہ ہو۔ عارضی مریض یا مسافر جو مرض یا سفر کے عذر کی بنا پر روزہ نہ رکھیں، ان پر صحت یاب ہونے یا سفر سے واپسی پر اپنی سہولت کے مطابق قضا لازم ہے۔

کتبہ وحررہ: مفتی محمد تنویر القادری
ناظم دارالافتاء جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

دارالافتاء جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور پاکستان